الشیخ صالح الفـــوزان
مترجم: حافظ محمد مصطفیٰ راسخ☆

مسلمان عورت کے روزہ اور حج وعمرہ کے مخصوص مسائل

★ہر مسلمان پر ماہ رمضان کا روزہ فرض ہے

ماہ رمضان کا روزہ رکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرة:۱۸۳] ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

جب لڑکی علامات بلوغت کے ظہور کے ساتھ، جن میں سے ایک حیض بھی ہے، سن تکلیف کو پہنچ جائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہوجاتا ہے۔ بعض لڑکیاں ۹ سال کی عمر میں بالغہ ہوجاتی ہیں اور اپنے آپ کو بچی سمجھتے ہوئے جہالت میں روزہ نہیں رکھتیں اور نہ ہی اس کے گھر والے اس کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی کوتاہی ہے کہ ارکان اسلام میں سے ایک عظیم الشان رکن کو ترک کردیا جائے۔

جس لڑکی سے یہ کوتاہی سرزد ہوجائے، اس پر ابتداءِ حیض سے لے کر چھوڑے ہوئے تمام روزوں کی قضاء واجب ہے۔ اگرچہ ایک طویل عرصہ ہی کیوں نہ گزر گیا ہو کیونکہ یہ روزے اس کے ذمہ باقی ہیں۔ اور قضاء کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی واجب ہے۔

★روزہ چھوڑنے کی اجازت اور اس پر عائد کفارہ یا قضا

ہر عاقل، بالغ، تندرست اور مقیم مسلمان مرد اور عورت پر رمضان کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ جو شخص مریض یا مسافر ہو اسے چاہئے کہ وہ روزہ چھوڑ دے اور دوسرے دنوں میں چھوڑے

☆ فاضل كلية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

ہوئے روزوں کی قضاء کرلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة:۱۸۵]

''جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرلینی چاہئے۔''

جو شخص انتہائی بوڑھا ہو چکا ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہوں یا ایسا مریض جس کا مرض ختم ہونے کی اُمید نہ ہو تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا (آدھا صاع) کھلائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة:۱۸۴]

''اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''یہ آیت ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو زیادہ بڑھاپے یا ایسی بیماری کی وجہ سے، جس سے شفایابی کی امید نہ ہو، روزے نہ رکھ سکتا ہو، وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دے۔ اور (يطيقونه) کا معنی (يتجشمونه) ''یعنی روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کرے'' ہے۔ [صحيح البخاري:۴۱۴۵]

✱ افطار صوم کے لئے عورت کے مخصوص شرعی عذر

عورت کے چند مخصوص اعذار شرعیہ ہین جن کے سبب وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے لیکن دیگر ایام میں ان کی قضا کرے گی۔

① **حیض اور نفاس:**

حیض اور نفاس کے دوران عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے اور دیگر ایام میں ان کی قضاء کرنا واجب ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: "كنا نؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوٰة" [صحيح مسلم:۵۰۸]

''ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔''

جب ایک عورت نے سیدہ عائشہؓ سے روزوں کی قضاء اور نماز کی عدم قضاء کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: "أن هذا من الأمور التوقيفية التى يتبع فيها النص" اس کا

تعلق امور توقیفیہ سے ہے جن میں نص کی پیروی کی جاتی ہے۔

◉ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ [مجموع الفتاوی:۲۵۱/۱۵] میں اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شاید اس کی حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ خون حیض جسم کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ ہے جب یہ خارج ہونا شروع ہوجاتا ہے تو روزے رکھنے سے جسم و بدن کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے۔ اسی لئے ایام حیض کے علاوہ دیگر ایام میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ان ایام میں کمزوری کا خدشہ نہیں رہتا۔

④ حمل اور رضاعت

ان دونوں حالتوں میں بچے کو یا عورت کو، یا دونوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا عورت ان حالات میں روزہ چھوڑ سکتی ہے۔ پھر اگر عورت کی بجائے صرف بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور بچے کو نقصان پہنچنے کے اندیشہ کے سبب اس نے روزہ چھوڑا ہے تو وہ قضاء کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے گی۔ اور اگر خود عورت کو نقصان کا اندیشہ ہو تو قضاء کافی ہوجائے گی۔ کیونکہ حاملہ اور مرضعہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم میں داخل ہیں۔ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾[البقرة:۱۸۴]

”اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔“

◉ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر [۳۷۷/۱] میں فرماتے ہیں:

”یہ حکم اس وقت ہے جب حاملہ اور مرضعہ اپنی جانوں پر یا اپنے بچوں پر نقصان کا خوف محسوس کریں۔“

◉ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اگر حاملہ اپنے جنین پر نقصان کا خوف کھائے تو وہ روزہ چھوڑ دے اور ہر دن کی قضا کے ساتھ ساتھ ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔“ [مجموع الفتاوی:۳۱۸/۲۵]

✱ مستحاضہ پر روزہ رکھنا واجب ہے

مستحاضہ عورت پر روزہ رکھنا واجب ہے اور استحاضہ کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ حائضہ کے لئے روزہ چھوڑنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''مستحاضہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ خون استحاضہ ہر وقت جاری رہتا ہے اور اس کا وقت غیر محدود ہے۔ لہٰذا عورت کے لئے کوئی ایسا وقت نہیں تھا جس میں اس کو روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے۔ گویا کہ اس خون سے احتراز ناممکن ہے۔ جس طرح بلا اختیار قے آ جانا اور احتلام ہو جانا روزے کے منافی نہیں اس طرح استحاضہ کا خون بھی روزے کے منافی نہیں ہے۔''

✱ حاملہ، حائضہ اور مرضعہ پر وجوب قضا

حاملہ، حائضہ اور مرضعہ جب روزہ افطار کرلیں تو چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا موجوہ رمضان اور آنے والے رمضان کے درمیان دینا واجب ہے اور جلدی کرنا افضل ہے اور جب آئندہ رمضان کے آنے میں اس کے چھوڑے ہوئے روزوں کے برابر دن رہ جائیں تو اس پر واجب ہے کہ وہ نیا رمضان آنے سے پہلے پہلے واجبی طور پر ان چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء کر لے اور اگر نیا رمضان شروع ہوگیا اور اس پر قضا باقی تھی تو وہ قضا کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا بھی کھلائے گی اگر عذر شرعی کے سبب تاخیر ہوئی تو فقط قضا ہے۔ اسی طرح جس پر سفر اور مرض کے سبب قضا واجب تھی اس کا حکم بھی حائضہ کے مذکورہ حکم کی مانند ہے۔

✱ عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کا حکم

عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا ناجائز ہے۔ جیسا کہ بخاری مسلم وغیرہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ»[صحيح البخاري:٥١٩٢]

''کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے، جب اس کا خاوند حاضر ہو۔''

احمد اور ابوداود کی بعض روایات میں 'إلا رمضان' سوائے رمضان' کے الفاظ موجود ہیں۔

جب خاوند نفلی روزہ رکھنے کی اجازت دے دے یا خاوند اس کے پاس موجود نہ ہو یا کوئی

عورت کنواری ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے نفلی روزہ رکھنا مستحب عمل ہے۔ خصوصاً ایسے ایام کا روزہ رکھنا جو نبی کریم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے جیسے جمعرات اور سوموار کا روزہ، ہر ماہ تین روزے، شوال کے چھ روزے، ذی الحجہ کے دس روزے، یوم عرفہ اور یوم عاشورا کا روزہ ایک دن پہلے یا بعد کا ملا کر۔ اگر کسی عورت کے فرض روزے رہتے ہوں تو اس کے لئے نفلی روزے رکھنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ وہ فرضی روزوں کی قضا کر لے۔ واللہ اعلم

✱ دن کے وقت حیض سے پاکیزگی حاصل ہو جانے پر عائد اُمور

اگر حائضہ رمضان میں دن کے وقت پاکیزہ ہو جائے تو وہ دن کا باقی حصہ رکی رہے گی اور باقی ایام کے ساتھ اس دن کی بھی قضاء کرے گی اور پاکیزہ ہونے والے دن کا باقی حصہ رکنا احترام وقت میں واجب ہے۔

حج وعمرہ میں عورت کے مخصوص اَحکام

اُمت مسلمہ پر ہر سال بیت اللہ کا قصد کرنا فرض کفایہ ہے اور ہر مسلمان پر، جس میں حج کی شرائط پوری ہوں، زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض عین ہے۔ ایک بار سے زائد حج کرنا نفل ہے، حج ارکان اسلام میں سے ایک عظیم الشان رکن ہے اور مسلمان عورت کے لئے جہاد ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا: "یارسول الله هل على النساء جهاد؟ قال: نعم عليهن جهاد لا قتال فيه الحج والعمرة"

[سنن ابن ماجه: ۲۹۰۱]

"اے اللہ کے رسولؐ! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، عورتوں کے جہاد میں قتال نہیں ہے، وہ حج اور عمرہ ہے۔"

بخاری میں سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: "یارسول الله نرى الجهاد أفضل العمل، أفلا نجاهد؟ قال: «أفضل الجهاد حج مبرور»"

[صحيح البخاري: ۱۴۲۳]

"اے اللہ کے رسولؐ! ہم جہاد کو بہترین عمل سمجھتی ہیں، کیا ہم بھی جہاد نہ کریں؟ آپؐ نے

فرمایا: (عورتوں کے لئے) بہترین جہاد حج مقبول ہے۔"

٭حج وعمرہ میں مردوں سے مختلف عورتوں کے مخصوص احکام

① وجودِ محرم

فرضیت حج کے لئے چند شرائط مرد اور عورت دونوں کے لئے مشترکہ ہیں، اور وہ شرائط اسلام، عقل، آزاد، بالغ اور مالی استطاعت ہیں جبکہ عورت کے لئے مخصوص شرط وجود محرم ہے، جو اس کے ساتھ سفر کرے خواہ اس کا خاوند ہو باپ ہو یا بیٹا۔

اس کی دلیل سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: «لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ»، فقام رجل فقال یارسول اللہ ان امرأتی خرجت حاجة وانی اکتتبت فی غزوة کذا کذا قال: «اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ اِمْرَأَتِكَ» [صحیح البخاري:۲۷۸۴،صحیح مسلم:۲۳۹۱]

"کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ بلا محرم خلوت اختیار نہ کرے، اور نہ کوئی عورت بلا محرم (اکیلی) سفر کرے۔ پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا، یارسول اللہ! بے شک میری بیوی حج کے لئے جارہی ہے اور میں نے فلاں فلاں جنگ میں اپنا نام لکھوا دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو جا! پس اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔"

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ»

[صحیح البخاري:۱۰۲۴،صحیح مسلم:۲۳۸۱]

"کوئی بھی عورت تین دن کا سفر بلا محرم نہ کرے۔"

اس معنی کی متعدد احادیث موجود ہیں جو بلا محرم عورت کے سفر حج وغیرہ کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ عورت کمزور ہے اور اس کو سفر میں مشکلات اور مصائب لاحق ہوسکتی ہیں جن کا مقابلہ صرف مرد ہی کرسکتے ہیں۔ پھر یہ فاسقوں کا مطمع نظر ہے لہٰذا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے جو اس کو ان اذیتوں سے بچا سکے اور محفوظ رکھ سکے۔

② محرم کی شرائط

عورت کے ساتھ سفر حج میں جانے والے محرم کے لئے شرط ہے کہ وہ عاقل، بالغ اور مسلمان ہو، کیونکہ کافر پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اگر محرم مرد میسر نہ ہو تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی کو نیابۃً حج کروادے۔

③ نفلی حج کے لئے خاوند کی اجازت

جب عورت نفلی حج کر رہی ہو تو خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے، کیونکہ اس سے بیوی پر عائد خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں:

''نفلی حج میں خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی کو منع کردے۔'' [المغنی: ۲۴۰/۳]

◉ ابن المنذر رفرماتے ہیں:

''تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو نفلی حج سے منع کرنے کا حق رکھتا ہے۔ کیونکہ خاوند کا حق واجب ہے لہٰذا کسی غیر واجب کے ساتھ اس واجب کو ساقط نہیں کیا جاسکتا۔''

④ حج وعمرہ میں عورت مرد کی نیابت کرسکتی ہے

حج وعمرہ میں مرد کی جانب سے عورت کی نیابت درست ہے۔

◉ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حج میں عورت کے لئے کسی دوسری عورت (بیٹی وغیرہ) کی نیابت کرنا تمام علماء کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔ اسی طرح ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک عورت، مرد کی نیابت بھی کرسکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خثعمیہ عورت کو اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا جب اس نے کہا: "یارسول الله إن فريضة الله فى الحج على عباده أدركت أبى وهو شيخ كبير فأمرها النبى أن تحج عن أبيها، مع ان احرام الرجال أكمل من احرامها"

[صحيح البخاري: ۵۷۶۰، صحيح مسلم: ۲۳۷۶]

''اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک بندوں پر اللہ کے فریضہ حج نے میرے باپ کو پالیا ہے، اور وہ انتہائی بوڑھا آدمی ہے، نبی کریم نے اس کو حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کی جانب سے

حج کرے، باوجودیکہ مردوں کا احرام اس سے زیادہ کامل ہے۔

⑤حائضہ کا احرام

جب کسی عورت کو دوران سفر حج راستے میں حیض یا نفاس لاحق ہو جائے تو وہ اپنا سفر جاری رکھے۔ اور اگر احرام باندھنے کے وقت لاحق ہو تو اسے چاہئے کہ وہ دیگر طاہرہ عورتوں کی مانند احرام باندھ لے کیونکہ احرام باندھنے کے لئے طہارت شرط نہیں ہے۔

ابن قدامہ 'المغنی' [۲۹۴،۲۹۳/۳] میں فرماتے ہیں:

"احرام باندھتے وقت مردوں کی مانند عورتوں کے لئے بھی غسل کرنا مشروع ہے، کیونکہ غسل مناسک حج میں سے ہے اور حائضہ ونفساء کے حق میں وارد حدیث کے سبب محقق ہے۔" سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "حتی أتینا ذا الحلیفة فولدت أسماء بنت عمیس محمد بن أبی بکر فأرسلت إلی رسول الله کیف أصنع؟ قال: «اغتسلی واستثفری بثوب وأحرمی»" [صحیح مسلم:۲۱۳۷]

"یہاں تک کہ ہم ذوالحلیفہ آ گئے، پس اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر کو جنا۔ پس اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں کیسے کروں؟ آپؐ نے فرمایا: تو غسل کر اور کپڑے کے ساتھ لنگوٹ کس لے اور احرام باندھ لے۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"النُّفَسَاءُ وَالْحَائِضُ إِذَا أَتَيَا عَلَى الْوَقْتِ يَحْرُمَانِ وَيَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ" [سنن الترمذی:۹۴۵]

"نفساء اور حائضہ عورتیں جب مخصوص وقت پر آئیں تو وہ احرام باندھ لیں اور طواف بیت اللہ کے علاوہ تمام مناسک حج ادا کریں۔"

نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو احرام حج کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا اور وہ حائضہ تھیں۔

احرام کے لئے حائضہ اور نفساء کے غسل میں یہی حکمت ہوسکتی ہے کہ نجاست کی صفائی ہو جائے اور ناپسندیدہ بدبو کا خاتمہ ہو جائے تا کہ لوگ اس سے اذیت محسوس نہ کریں۔

اگر حالت احرام میں حیض یا نفاس لاحق ہو جائے تو وہ دونوں اپنے احرام پر باقی رہیں گی اور ممنوعات احرام سے اجتناب کریں گی اور حیض یا نفاس سے پاکیزہ ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گی اور اگر یوم عرفہ آن پہنچا اور یہ اپنے حیض یا نفاس سے پاکیزہ نہ ہوئیں اور انہوں نے حج تمتع کا احرام باندھا ہوا تھا۔ تو یہ حج کا احرام باندھ لیں اور حج کو عمرہ پر داخل کرلیں اور قارنہ (حج قران کرنے والیاں) بن جائیں۔

اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ وہ حائضہ ہوگئیں اور انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَا يُبْكِيكِ لَعَلَّكِ نَفَسْتِ؟» قالت: نعم! قال: «هٰذَا شَيْءٌ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، اِفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ»

[صحيح البخاري:٣٩٤، صحيح مسلم:٢١١٥]

''کس چیز نے تجھے رلایا ہے۔ شاید کہ تو حائضہ ہوگئی ہے۔ اس نے کہا: ہاں! آپ ؐ نے فرمایا: یہ ایک ایسی شے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے، تو طواف بیت اللہ کرنے کے علاوہ حاجیوں والے دیگر تمام مناسک ادا کر۔''

◉ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

''پھر نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے، پس اس کو روتے ہوئے پایا، آپ ﷺ نے پوچھا: تیرا کیا معاملہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا معاملہ یہ ہے کہ تحقیق میں حائضہ ہوگئی ہوں، لوگ حلال ہو چکے ہیں اور میں حلال ہوئی ہوں نہ ہی بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔ اور لوگ اب حج کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: بے شک یہ ایسا امر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے۔ پس تو غسل کر پھر تلبیہ پکار۔ پس میں نے ایسا ہی کیا اور تمام مناسک ادا کئے، یہاں تک کہ حیض سے پاکیزہ ہوگئی، پھر میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اپنے حج اور عمرے سے اکٹھا ہی حلال ہوگئی ہے۔ [صحيح البخاري:٣٩٤، صحيح مسلم:٢١١٥]

◉ امام ابن قیم رحمہ اللہ تہذیب السنن [٣٠٣/٢] میں فرماتے ہیں:

''احادیث صحیحہ اس امر کی واضح صراحت کر رہی ہیں کہ سیدہ عائشہؓ نے پہلے عمرے کا احرام

باندھا، پھر اس کے حائضہ ہوجانے پر نبی کریم ﷺ نے اس کو حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا، پس وہ قارنہ ہوگئی (حج تمتع کے بجائے حج قران کرنے والی) اسی لئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «يَكْفِيْكِ طَوَافُكِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ»

[سنن الدار قطني:۲۶۵۸]

''تجھے تیرا بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی تیرے حج اور عمرہ (دونوں) کو کافی ہے۔''

⑥ احرام باندھتے وقت عورت کے لئے کرنے کے کام

احرام باندھتے وقت عورت بھی مردوں کی مانند غسل کرے، اور ضرورت محسوس ہونے پر بالوں اور ناخنوں کو تراش کر صفائی ستھرائی کرے تاکہ حالت احرام میں اس کی ضرورت محسوس نہ ہو، کیونکہ حالت احرام میں یہ امور ممنوع ہیں۔ اگر احرام باندھتے وقت ان امور کو کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو تو یہ لازم نہیں ہیں اور نہ ہی یہ خصائص احرام میں سے ہیں۔ بدن پر خوشبو لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اس کی بو تیز نہ ہو۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

"كنا نخرج مع رسول اللهﷺ فنضمد جباهنا بالمسك عند الاحرام فاذا عرقت احدانا سال على وجهها فيراها النبى فلا ينهانا"

[سنن أبو داؤد:۱۵۵۹]

''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلتیں پس ہم اپنی پیشانیوں کو مشک کے ساتھ لیپ لیتی تھیں۔ جب ہم میں سے کسی کو پسینہ آتا تو وہ مشک ہمارے چہروں پر بہہ پڑتا۔ نبی کریم ﷺ اس کو دیکھتے تھے پس ہمیں منع نہیں کرتے تھے۔''

◉ امام شوکانی رحمہ اللہ 'نیل الاوطار' [۱۲/۵] میں فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کا سکوت (خاموش رہنا) جواز پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ باطل پر خاموش نہیں رہ سکتے۔''

⑦ محرمہ کے لئے مشروع وممنوع لباس

احرام کی نیت کرتے وقت عورت برقع اور نقاب اتار دے گی۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: «لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرَمَةُ» [سنن أبو داؤد:۱۸۲۶] ''محرمہ نقاب مت لگائے'' برقع نقاب سے بھی اقویٰ ہے۔ اسی طرح اگر ہاتھوں پر دستانے پہنے ہوئے ہیں تو وہ بھی اتار دے

گی۔ اگر غیر محرم مرد دیکھ رہے ہوں تو برقع اور نقاب کے علاوہ چادر یا کسی کپڑے سے اپنے چہرے کو چھپائے گی۔ اسی طرح دستانوں کے بغیر اپنے ہاتھوں کو بھی چھپائے گی، کیونکہ چہرہ اور ہاتھ ستر ہیں جن کا غیر محرم مردوں سے احرام سمیت ہر حال میں چھپانا واجب ہے۔

◉ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عورت پوری کی پوری (مکمل) ستر ہے۔ لہٰذا اس کے لئے باپردہ کپڑا پہننے اور سائے کے لئے پالکی استعمال کرنے کی اجازت ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے نقاب اور دستانے پہننے سے منع کیا ہے۔ اگر عورت کسی چیز کے ساتھ، جو اس کے چہرے کو مس نہ کر رہی ہو، پردہ کرتی ہے تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر وہ چیز چہرے کو مس کر رہی ہو تو درست اور صحیح امر یہی ہے کہ اس کا استعمال بھی جائز ہے۔ عورت اپنے چہرے سے لکڑی یا ہاتھ وغیرہ سے پردہ علیحدہ کرنے کی مکلّف نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے چہرے اور ہاتھوں کو مساوی قرار دیا ہے اور یہ دونوں اعضا، آدمی کے بدن کی مانند ہیں نہ کہ سر کی مانند (یعنی بدن کے ساتھ احرام کا کپڑا مس کرتا ہے جبکہ سر ننگا ہوتا ہے) اور ازواج مطہرات فاصلہ رکھنے کی رعایت کئے بغیر اپنے چہروں پر کپڑے لٹکا لیا کرتی تھیں اور اہل علم میں سے کسی نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہ قول ''احرام المرأة فی وجهها'' نقل نہیں کیا، بلکہ یہ بعض سلف کا قول ہے۔''

◉ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تہذیب السنن [۲/۳۵۰] میں فرماتے ہیں:

''نقاب سے ممانعت کے علاوہ، احرام کے وقت عورت کا چہرہ ننگا کرنے کے وجوب میں نبی کریم ﷺ سے ایک حرف بھی ثابت نہیں ہے۔ سیدہ اسماءؓ سے مروی ہے کہ وہ حالت احرام میں اپنے چہرے کو ڈھانک لیتی تھیں، سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: ''كان الركبان يمرون بنا ونحن محرمات مع النبی فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها على وجهها فاذا جاوزنا كشفنا'' [سنن أبو داؤد: ۱۸۳۳]

''قافلے (سوار) ہمارے پاس سے گذرتے تھے، اور ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھیں، جب وہ ہمارے برابر آ جاتے تو ہم میں سے (ہر) ایک اپنی چادر کو سر سے چہرے پر لٹکا لیتی اور جب گذر جاتے تو ہم اپنا چہرہ کھول لیتیں۔''

اے میری مسلمان بہن! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ حالت احرام میں چہرہ اور ہتھیلیاں

چھپانے کے لئے ان اعضاء کے لئے خاص سلا ہوا کپڑا جیسے نقاب اور دستانے پہننا ممنوع ہے، لیکن غیر محرم مردوں سے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کو چادر جیسے کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا واجب ہے اور چہرہ ڈھانپنے کے سلسلے میں لکڑی یا عمامہ وغیرہ سے چادر کو چہرے سے علیحدہ رکھنے سے متعلق کوئی نص ثابت نہیں ہے۔

⑧ احرام کا لباس

عورت حالت احرام میں ہر وہ لباس پہن سکتی ہے جس میں زینت، شفافیت، تنگی اور مردوں کے لباس کے ساتھ مشابہت نہ ہو، بلکہ وہ لباس سادہ، موٹا، کھلا اور لمبا ہونا چاہئے۔

◉ ابن المنذر رفرماتے ہیں:

''عورت کے لئے حالت احرام میں قمیص، شلوار، چادر اور موزے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' [المغنی: ۳۲۸/۳]

عورت کے لئے حالت احرام میں کسی بھی متعین رنگ کا کپڑا پہننا ضروری نہیں، بلکہ وہ اپنی مرضی سے ہر رنگ کا اپنے مناسب کپڑا پہن سکتی ہے اور دوران احرام جب چاہے تبدیل بھی کرسکتی ہے۔

⑨ عورت کے لئے تلبیہ کہنے کی کیفیت

عورت کے لئے احرام کے بعد اتنی آواز سے جس کو وہ خود سن سکے، تلبیہ کہنا مسنون ہے۔

◉ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ تلبیہ کہتے وقت عورت کے لئے آواز بلند نہ کرنا مسنون ہے۔ وہ صرف اپنے آپ کو سنائے گی۔ عورت کے لئے آواز بلند کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے یہی وجہ ہے کہ عورت کے لئے اذان اور اقامت غیر مسنون ہے اور نماز میں متنبہ کرنے کے لئے عورت ''سبحان اللہ'' کہنے کے بجائے تالی بجاتی ہے۔ [المغنی: ۳۳۰/۲]

⑩ عورت کے لئے طواف کی کیفیت

دورانِ طواف عورت پر مکمل پردہ، غض بصر اور آواز آہستہ رکھنا فرض ہے۔ اور مردوں کے ساتھ بھیڑ نہ کرے خصوصاً حجر اسود اور رکن یمانی کے پاس اور اس کو کعبہ کے قریب ترین مقام

کے بجائے مطاف کے آخری کناروں پر طواف کرنا چاہیے تا کہ مردوں کی بھیڑ سے محفوظ رہ سکے اور یہی اس کے لئے افضل ہے، کیونکہ فتنے کی وجہ سے بھیڑ میں گھسنا حرام ہے، کعبہ کے قریب ہونا اور حجراسود کا بوسہ لینا میسر ہونے کی صورت میں مسنون ہے۔لہٰذا اس سنت کو حاصل کرنے کے لئے حرام کا ارتکاب کرنا غیر درست ہے۔ بلکہ ہجوم کی صورت میں عورت کے لئے بوسہ لینا غیر مسنون ہے اس کے لئے یہی کافی ہے کہ جب حجراسود کے برابر آجائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرے۔

◉ امام نوویؒ المجموع [۳۷/۸] میں فرماتے ہیں:

"ہمارے اصحاب کی رائے ہے کہ رات وغیرہ میں مطاف خالی ہونے کی صورت کے علاوہ عورت کے لئے حجراسود کا بوسہ یا استلام غیر مستحب ہے، کیونکہ اس میں عورتوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔"

◉ المغني [۳۹۴/۳] میں ہے کہ عورت کے لئے رات کو طواف کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہ وقت اس کے لئے زیادہ باپردہ ہے، اور اس وقت بھیڑ کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے عورت کے لئے کعبہ کے قریب جانا اور حجراسود کا بوسہ لینا آسان ہوجاتا ہے۔

⑪ **عورتوں کا طواف اور سعی میں چلنے کا طریقہ**

◉ المغني [۳۹۴/۳] میں ہے کہ عورتیں طواف اور سعی کرتے وقت نارمل چال چلیں گی۔ (رمل اور اضطباع نہیں کریں گی)

◉ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ

"علماء کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ دوران طواف وسعی صفا ومروہ، عورتوں پر نہ رمل (پہلے تین چکر اکڑ اکڑ کر ذرا تیز چلنا) ہے اور نہ اضطباع (دوران طواف کندھا ننگا کرنا) ہے، کیونکہ اضطباع میں جلد کو ننگا کیا جاتا ہے جبکہ عورتوں کو باپردہ رہنے کا حکم ہے۔"

⑫: حائضہ عورت احرام، وقوف عرفہ، مزدلفہ میں رات گزارنے اور رمی جمار سمیت تمام مناسک حج ادا کرے گی، سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔ بیت اللہ کا طواف پاکیزہ ہونے کے بعد کرے گی۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: «افْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ

الْحَاجُّ غَيرَ أنْ لا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ»

[صحيح البخاري:۳۹۴،صحيح مسلم:۲۱۱۵]

''تو کر جو حجاج کرتے ہیں سوائے طواف بیت اللہ کے حتی کہ تو پاکیزہ ہو جائے۔''

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: «فَاقْضِيْ مَا يَقْضَي الْحَآجُّ غَيْرَأنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِيْ» [صحيح مسلم:۲۱۱۴]

''تو حاجیوں والے تمام مناسک ادا کر سوائے بیت اللہ کے طواف کے یہاں تک کہ تو غسل کرلے۔''

◉ امام شوکانی نیل الاوطار[۴۹/۵] میں فرماتے ہیں:

''حائضہ عورت کے طواف نہ کرنے سے متعلق نہی والی حدیث واضح اور ظاہر ہے کہ پاکیزہ ہوجانے اور غسل کرلینے سے پہلے طواف کرنا منع ہے اور اگر کوئی عورت طواف کرلیتی ہے تو اس کا طواف باطل ہے اور یہی جمہور کی رائے ہے......''

⑬ **طواف سے پہلے سعی کرنے کا حکم**

حائضہ عورت صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی نہیں کرے گی، کیونکہ طواف کے بغیر سعی کرنا غیر صحیح ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے (ہمیشہ) طواف کے بعد ہی سعی کی ہے۔

◉ امام نووی رحمہ اللہ المجموع[۸۲/۸] میں فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک طواف سے پہلے سعی کرنا درست نہیں ہے اور یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔ الماوردی نے اس امر پر اجماع نقل کیا ہے اور یہی امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کا مذہب ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طواف کے بعد سعی کی اور آپؐ نے فرمایا: «لِتَأخُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ» [صحيح مسلم:۲۲۷۶] ''مجھ سے اپنے مناسک حج سیکھ لو۔''

سو ابن شریکؓ کی جو حدیث ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کو نکلا۔ لوگ آپؐ کے پاس آتے اور کہتے کہ میں نے طواف سے پہلے سعی کرلی ہے یا کسی شے کو مقدم کردیا اور کسی شے کو مؤخر کردیا ہے۔ تو آپ ﷺ فرماتے: «اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ» [صحيح البخاري:۸۱]

''کرلو کوئی حرج نہیں ہے۔''

اور یہ حدیث جیسا کہ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "سعيت قبل أن أطوف" ''میں نے طواف سے پہلے سعی کرلی۔'' کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ "سعيت بعد طواف القدوم وقبل طواف الافاضة" ''میں نے طواف قدوم کے بعد اور طواف افاضہ سے پہلے سعی کرلی ہے۔''

◉ ہمارے شیخ محمد امین الشنقیطي اپنی تفسیر اضواء البیان [۲۵۲/۵] میں فرماتے ہیں:

''جمہور اہل علم کے نزدیک طواف کے بعد ہی سعی کرنا صحیح ہے اور اگر طواف سے پہلے سعی کرلی تو جمہور کے نزدیک وہ صحیح ثابت نہیں ہوگی، ائمہ اربعہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ جیسا کہ الماوردی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اس کے بعد شیخ شنقیطی نے امام نووی رحمہ اللہ کی کلام اور ان کی طرف سے حدیث ابن شریک کا جواب جو پہلے گذر چکا ہے، نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ طواف افاضہ سے پہلے سعی کرنا، طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کے منافی نہیں ہے۔''

◉ المغني [۲۵۰/۵] میں ہے کہ سعی، طواف کے تابع ہے، طواف کے بغیر سعی کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر کسی نے طواف سے پہلے سعی کرلی تو وہ اس سے صحیح ثابت نہیں ہوگی۔ امام مالک، شافعی اور اصحاب رائے کا بھی یہی مذہب ہے۔

◉ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طواف سے پہلے کی گئی سعی کفایت کرجائے گی جب کہ امام احمد فرماتے ہیں کہ بھول کر یا جہالت میں کی گئی سعی کفایت کرجائے گی جبکہ عمداً کی گئی سعی کفایت نہیں کرے گی، کیونکہ نبی کریم ﷺ سے جہالت یا بھول کر مناسک کی تقدیم وتاخیر سے متعلق سوالات کئے گئے تھے جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا: «افْعَلْ وَلَا حَرَجَ» ''کرلو! کوئی حرج نہیں ہے۔'' جب کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ طواف کے بعد ہی سعی کی ہے اور «لِتَأْخُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ» کے تحت اس پر عمل کرنا ہی افضل ہے۔

④ حائضہ کے لئے سعی کا حکم

اگر کوئی عورت طواف ختم کرلینے کے بعد حائضہ ہوجاتی ہے تو وہ حالت حیض میں ہی صفا و مروہ کی سعی کرسکتی ہے، کیونکہ سعی کے لئے طہارت شرط نہیں ہے۔

◉ ابن قدامہ المغنی [۲۴۶/۵] میں فرماتے ہیں:

اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے کہ سعی میں طہارت شرط نہیں ہے، جن میں سے عطاء، مالک، شافعی، ابوثور اور اصحاب رائے قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: ابوداود فرماتے ہیں: کہ میں نے امام احمد کو کہتے ہوئے سنا: جب عورت بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد حائضہ ہوجائے تو اسے سعی بھی کرلینی چاہیئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا: "إذا طافت المرأة بالبيت وصلت ركعتي الطواف ثم حاضت فلتطف بالصفا والمروة" [السنن الكبرى للبيهقي: ٥/ ٩٦] "جب عورت بیت اللہ کا طواف کرلے اور طواف کی دو رکعات پڑھ لے، پھر حائضہ ہوجائے، تو اسے چاہیئے کہ وہ صفا و مروہ کی سعی کرلے۔"

⑮ عورتوں کے لئے مزدلفہ سے جلدی لوٹ آنے کا جواز

عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ بھی کمزور لوگوں کے ساتھ چاند غروب ہونے کے بعد عام لوگوں سے پہلے منیٰ روانہ ہوجائیں اور جمرہ عقبہ کی رمی کرلیں تاکہ بھیڑ کی مشقت سے بچ سکیں۔

◉ المغني [٢٨٦/٥] میں ہے کہ ضعیفوں اور عورتوں کو پہلے بھیج دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عطاء، شافعی، ثوری، ابوثور اور اصحاب رائے کا یہی مذہب ہے اور ہم اس کا کوئی بھی مخالف نہیں جانتے۔ اور اس میں ان کے ساتھ نرمی، دفع مشقت اور نبی کریم ﷺ کی اقتداء بھی ہے۔

◉ امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار [٧٠/٥] میں فرماتے ہیں:

"نصوص اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ رمی کا وقت طلوع شمس کے بعد اس شخص کے لئے ہے جس کے لئے کوئی رخصت نہیں اور جس کے لئے رخصت ہے (جیسا کہ عورتوں اور ضعیفوں کو) اس کو طلوع آفتاب سے پہلے رمی کرنے کی اجازت ہے......"

◉ امام نووی رحمہ اللہ المجموع [١٢٥/٨] میں فرماتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضعیفوں اور عورتوں کے لئے طلوع آفتاب سے پہلے آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہوجانا مسنون عمل ہے تاکہ وہ لوگوں کی بھیڑ سے بچ سکیں۔

اس کے بعد امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر دلالت کرنے والی احادیث کو ذکر کیا ہے۔

⑯ حج وعمرہ میں عورت کے لئے تقصیر راس کا حکم

حج وعمرہ میں عورت اپنے سر کے تمام بالوں کو سرے سے انگلی کے پورے کے برابر کاٹ لے گی۔عورت کے لئے حلق ناجائز ہے۔

◉ المغنی [۳۱۰/۵] میں ہے: عورت کے لئے قصر مشروع ہے حلق ناجائز ہے اور اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے کیونکہ حلق عورتوں کے حق میں مثلہ ہے۔سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:«لَيْسَ عَلَى النِّسَآءِ حَلْقٌ اِنَّمَا عَلَى النِّسَآءِ اَلتَّقْصِيْرُ» [سنن أبوداؤد:۱۶۹۴]
''عورتوں پر حلق نہیں ہے، بے شک عورتوں پر قصر مشروع ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:«نهى رسول الله أن تحلق المرأة رأسها» [سنن الترمذي:۹۱۵] ''نبی کریم ﷺ نے خواتین کو حلق کرانے سے منع کیا ہے۔''امام احمد رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ عورت اپنے بالوں کی تمام مینڈھیوں کے سروں سے انگلی کے پورے کے برابر بال کاٹ لے گی اور ابن عمر، شافعی ، اسحاق اور ابوثور رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ کو کہتے ہوئے سنا جب ان سے عورت کے بال کاٹنے سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ'' عورت اپنے تمام بالوں کو جمع کرکے ان کے سروں سے انگلی کے پورے کے برابر کاٹ لے۔''

◉ امام نووی رحمہ اللہ المجموع [۱۵۴،۱۵۰/۸] میں فرماتے ہیں:
اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کو حلق کا حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اس کا کام قصر ہے کیونکہ حلق عورت کے حق میں بدعت اور مثلہ ہے۔

⑰ تحلل اوّل کا حصول

حائضہ عورت جب جمرہ عقبہ کی رمی کرلے اور سر کا قصر بھی کرلے تو وہ احرام سے حلال ہوجائے گی اور تمام ممنوعات احرام اس کے لئے حلال ہوجائیں گے۔لیکن خاوند کے ساتھ جماع نہیں کرسکتی یہاں تک کہ طواف افاضہ کرلے اور اگر اس نے اس دوران جماع کرلیا تو

اس پر فدیہ واجب ہے کہ وہ ایک بکری ذبح کرے اور فقراء مکہ میں تقسیم کردے کیونکہ یہ تحلل اوّل ہے۔

⑱ حائضہ سے طواف وداع کا سقوط

جب عورت طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوجائے تو اس سے طواف وداع ساقط ہوجاتا ہے وہ جب چاہے سفر کرسکتی ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا: "حاضت صفية بنت حيى بعد ما أفاضت، قالت: فذكرت ذلك لرسول الله، فقال: أحابتسنا هى؟ قلت إنها قد أفاضت وطافت بالبيت، ثم حاضت بعد الافاضة، قال:فلتنفر اذَنْ" [صحيح البخاري:۴۰۵۰،صحيح مسلم:۲۳۵۳]

''سیدہ صفیہ بنت حییؓ طواف افاضہ کرنے کے بعد حائضہ ہوگئیں، میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس اس کا تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! تحقیق اس نے طواف افاضہ کرلیا ہے، طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوئی ہیں، آپؐ نے فرمایا: پس چاہئے کہ وہ (سفر کے لئے) نکلے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "أمر الناس أن يكون آخر عهدهم بالبيت طوافا الاانه خفف عن المرأة الحائض"

[صحيح البخاري:۱۶۳۶،صحيح مسلم:۲۳۵۱]

''لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کا طواف ہونا چاہئے مگر حائضہ عورت سے تخفیف کردی گئی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے: "أن النبى خص للحائض أن تصدر قبل أن تطوف بالبيت إذا كانت قد طافت فى الافاضة"

[مسند أحمد:۳۳۲۵]

''نبی کریم ﷺ نے حائضہ کو طواف وداع کرنے سے پہلے نکلنے کی رخصت دی ہے جب اس نے طواف افاضہ کرلیا ہو۔''

◉ امام نووی رحمہ اللہ المجموع [۲۸۱/۸] میں لکھتے ہیں کہ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ عام

اہل علم کی یہی رائے ہے جن میں امام مالک، اوزاعی، ثوری، احمد، اسحاق، ابوثور اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

المغني[۳/۴۶۱] میں ہے کہ یہی جمہور فقہاء کا قول ہے اور فرمایا: کہ نفاس والی عورت کے جملہ احکام حائضہ کے احکام کی مانند ہیں......

⑲ عورت کے لئے مسجد نبویؐ و قبر رسولؐ کی زیارت کا حکم

عورت کے لئے نماز ادا کرنے اور دعا مانگنے کے لئے (اپنے محرم کے ساتھ) مسجد نبویؐ کی زیارت کرنا مستحب ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا ناجائز ہے کیونکہ عورتوں کو زیارۃ القبور سے منع کیا گیا ہے۔

◉ سعودی عرب کے مفتی شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ اپنے مجموع فتاویٰ[۳/۲۳۹] میں فرماتے ہیں کہ صحیح مسئلہ یہی ہے کہ دو امور کی بنیاد پر عورتوں کے لئے نبی کریم ﷺ کی زیارت منع ہے۔

[الف] عمومی دلائل جن میں عورتوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا بلا دلیل تخصیص جائز نہیں ہے۔

[ب] قبروں سے منع کرنے کی علت یہاں بھی موجود ہے۔

شیخ ابن بازؒ فرماتے ہیں کہ قبر نبوی ﷺ کی زیارت مردوں کے ساتھ خاص ہے، عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا منع ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے: «لَعَنَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ»[صحیح ابن حبان: ۳۱۷۹] ''نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو مساجد بنانے اور روشنی کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔''

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کی نیت سے مدینہ کا سفر کرنا سب کے حق میں مشروع ہے۔

***